آخری قسط

نظامِ شریعت کے اصلاحی پہلو

مولانا محمد عبد المبین نعمانی قادری

تہجد پانے کی آسان ترکیبیں:-اس کے بعد تہجد کا بیان ہے اور وہ بھی دل چسپی سے بھر پور، پہلے نمازِ تہجد کے فضائل اور شب بیداری کے فوائد و برکات پر ایک آیت اور سات حدیثیں ذکر فرمائیں، پھر شب بیداری کے بعض عبرت آموز واقعات بیان فرمائے، اس کے بعد دولتِ تہجد پانے کے شرائط کا ذکر ہے۔ اصل مضمون تو کتاب میں ملاحظہ کیا جائے، یہاں صرف شرائط والا حصہ اختصار سے نقل کیا جاتا ہے۔

”شب بیدار ہو کر عبادت میں مشغول ہونا بہت دشوار ہے، مگر جو لوگ مندرجہ ذیل شرائط کے پابند ہوتے ہیں ان کو ہر شب یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے حصول کے واسطے چار شرطیں ظاہری ہیں اور چار باطنی:

① - کم کھانا کہ زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جائے گا، جس سے نیند غالب ہوگی اور شب میں اٹھنا گراں ہو جائے گا۔

② - دن میں اس قدر شاق (مشکل) کام نہ کرے جس سے اعضا میں ماندگی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہو جائے، اس لیے کہ اس سے بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔

③ - دن میں قیلولہ ترک نہ کرے کہ قیامِ شب میں مدد پہنچانے کے واسطے مسنون ہے۔

④ - تمام شرطوں سے اہم شرط یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے کہ اس سے قلب میں قساوت پیدا ہوتی ہے جو بندے اور اسبابِ رحمت کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کے باعث پانچ مہینے تک قیامِ شب (شب بیداری کی عبادت) سے محروم رہا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ گناہ کیا تھا۔ فرمایا: میں نے ایک شخص کو روتے دیکھ کر اپنے دل میں کہا یہ ریاکار ہے۔

باطنی شرطیں (قیامِ شب کی) یہ ہیں۔

① - قلب کو کینۂ مسلم سے پاک اور فضول افکارِ دنیوی سے صاف رکھے، ورنہ بیداری نصیب بھی ہوئی تو بحالتِ نماز یہی خیالات قلب میں آئیں گے۔ (اور شب بیداری کی حقیقی برکتوں سے محروم رہے گا)

② - قلب میں خوفِ الٰہی کے ساتھ آرزوؤں کی کمی ہو۔

③ - آیاتِ قرآنی و احادیثِ نبوی اور اسلاف کے مقالات (اقوال) سے قیامِ شب کی فضیلت معلوم کرے، تاکہ رغبت مستحکم ہو جائے۔

④ - حبِ الٰہی (خدا کی محبت) اور یہ اعتقاد رکھے کہ میں اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوں اور وہ میرے احوال پر مطلع ہے، یہ باطنی شرطوں میں سب سے اہم شرط ہے۔ (نظامِ شریعت، ۲۸-۲۹)

کپڑے پہننے اور اتارنے کی دعائیں:-چوں کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد عبادت میں مشغول ہو یا کسی دوسرے کام کے لیے کہیں جانا ہو تو آدمی کپڑے زیب تن کرتا ہے، اس لیے سو کر اٹھنے کے بعد کی دعاؤں میں کپڑے پہننے کی دعا کا ذکر فرمایا اور ضمناً کپڑے پہننے اور اتارنے کا اسلامی طریقہ کیا ہے؟ اسے بھی بیان کر دیا، اور پھر کپڑا اتارنے کی دعا بیان کر دی، یوں ہی نیا کپڑا پہننے کی دعا بھی نقل فرما دی ہے۔ ذیل میں ان کو ملاحظہ کیا جائے۔

کپڑے پہنے تو بارگاہِ الٰہی میں مندرجہ ذیل کلمات بطور شکریہ ادا کرے۔ سیدِ عالم ﷺ فرماتے ہیں، ایسا کرنے سے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ.“

(ترجمہ) - سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور میری قوت و طاقت کے بغیر مجھ کو عطا کیا۔

کپڑے اتارے تو یہ پڑھے: ”بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ.“

(ترجمہ) - یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نامِ پاک کی مدد سے کپڑے اتارتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلم کپڑے اتارنے کا ارادہ کرے تو ان کلمات کو پڑھ لے بدن کے جن حصوں کا چھپانا ضروری ہے، ان حصوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان ان کلمات کے پڑھ

لینے سے پردہ ہو جاتا ہے، پھر جنوں کو وہ حصے نظر نہیں آتے، اس لیے مسلم ان کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا: نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھے:

''اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَاھُوَلَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَاھُوَلَہٗ.''

(ترجمہ) - اے اللہ تیرے لیے حمد ہے کہ تو نے مجھے یہ نیا کپڑا پہنایا، میں تجھ سے اس کی خیر اور جس کام کے لیے یہ ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جس کے لیے یہ ہے اس کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔''

دعاؤں کے فوائد:-اب ان دعاؤں سے کیا تعلیم اور کیسا سبق ملتا ہے، مصنف نظام شریعت ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

① - جس طرح دنیا کی دوسری چیزوں میں خیر اور شر دونوں کو دخل ہے، نبوی ارشاد سے معلوم ہوا کہ کپڑے میں بھی خیر و شر دونوں چیزیں ہوتی ہیں۔ کپڑے میں خیر یہ ہے کہ آرام پہنچائے، تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رکھے۔ شر یہ ہے کہ اس سے کسی قسم کی تکلیف پہنچے، مثلاً کپڑے میں پاؤں الجھا اور ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔

جس مقصد کے لیے کپڑا پہنا ہے اس میں بھی خیر و شر دونوں کا امکان ہے، کپڑے کو بدن چھپانے یا زیب و زینت کی نیت سے استعمال کیا تو یہ خیر ہے اور اگر تکبر یا ریاکاری کی نیت سے استعمال کیا تو یہ شر ہے۔

② - اس نبوی ارشاد سے ہمیں یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ مسلم کا تعلق اپنے معبود حقیقی کے ساتھ اتنا قوی ہونا چاہیے کہ زندگی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت انجام دیتے وقت توجہ اسی کی جانب رہے یہاں تک کہ کپڑے پہنتے وقت بھی اس سے غافل نہ رہے۔

③ - یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ نعمت ملنے پر پہلے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجے کا شکریہ ادا کرے تاکہ حسب وعدۂ الٰہی مزید نعمتیں پانے کا مستحق بنے، پھر دوسری حاجتوں کے طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو۔ (نظام شریعت، ص: ۳۰-۳۱)

اس کے بعد کپڑوں کے مسائل کا بیان ہے، ساتھ ہی بزرگان دین کے کپڑوں اور آثار سے تبرک کے فضائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، پھر جوتے پہننے، اتارنے کا اسلامی طریقہ بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ زرد رنگ کے جوتے پہننا پسندیدہ ہے کہ اس سے افکار میں کمی ہوتی ہے، جب کہ سیاہ جوتے افکار پیدا کرتے ہیں۔

لباس کے مسائل کے ضمن میں ''قومی امتیاز'' کے عنوان سے ایک بڑا ہی عمدہ مضمون سپرد قلم فرمایا ہے۔ چوں کہ لباس ہی سے امتیاز اور قومی تشخص قائم ہوتا ہے، اس لیے اس مضمون کو ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کا قومی امتیاز:- قوم مسلم کی پستی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے قومی امتیاز کو ترک کر دیا ہے، دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کے بجائے (یہ قوم) خود ان کے اندر جذب ہو گئی۔

ہر قوم کی بقا اس کے امتیازات کے ساتھ وابستہ ہے۔ امتیازات کے ختم ہونے سے قوم فنا ہو جاتی ہے۔ دوسری اقوام کی نگاہوں میں اس کی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اسی نکتہ پر متنبہ کرنے کے لیے سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ.'' یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی قوم میں شمار کیا جائے گا۔ خواہ مشابہت اعمال میں ہو، یا اخلاق میں، یا لباس میں یا کسی اور چیز میں۔

(احکام لباس میں) ابھی گزرا کہ قومی امتیاز کی اہمیت ملحوظ رکھتے ہوئے یہ گوارہ نہ فرمایا کہ مسلم غیر مسلم کے ساتھ عمامہ باندھنے میں بھی مشابہ ہو اور صاف صاف فرما دیا کہ عمامہ کے بارے میں ہمارا قومی امتیاز یہ ہے کہ ٹوپی پر باندھنا چاہیے، تاکہ مسلم قوم اپنے لباس میں بھی غیر مسلم سے ممتاز رہے۔

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے سید عالم ﷺ نے وہ کپڑے پہنے ہوئے دیکھا جو گلاب کے زیرے میں رنگے ہوئے تھے، یعنی زرد تھے، تو فرمایا: بے شک یہ کافروں کا لباس ہے، آئندہ نہ پہننا۔ انھیں حضور کی ناگواری کا احساس ہوا مکان پر واپس آئے اور ان دونوں کپڑوں کو جلا دیا۔ دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوئے۔ دریافت فرمایا: وہ کپڑے کیا ہوئے؟ عرض کیا: ان کو جلا دیا۔ فرمایا: اپنے گھر کی عورتوں میں سے کسی کو دے دیے ہوتے کہ عورتوں کے لیے زرد کپڑے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

مقام غور ہے کہ سید عالم ﷺ نے رنگ میں بھی کفار سے مشابہت گوارا نہ فرمائی، اور آج ہماری حالت اس قدر ناگفتنی ہو گئی ہے کہ غیروں کی معاشرت، وضع قطع اور لباس میں ڈوب گئے ہیں، اسلامی طریقے چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ (نظام شریعت، ص: ۳۲-۳۳)

انھیں حالات سے متاثر ہو کر اقبال نے کہا تھا۔

کون ہے تارک آئین رسول مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

کس کی نظروں میں سمایا ہے شعارِ اغیار
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بےزار
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس کے بعد بیت الخلا جانے آنے کا اسلامی طریقہ اور اس وقت پڑھی جانے والے دعاؤں کا بیان ہے اور پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی تاکید بھی، اس سلسلے میں دو قبروں پر عذاب ہونے والے واقعہ کا ذکر کرکے سرکارِ دوعالم ﷺ کی بینائی اور آنکھوں کی خصوصیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، پھر سرکارِ اقدس ﷺ کے بول و براز کی خصوصیات و احکام کا بھی ذکر ہے۔

اس کے بعد وضو کے تاریخی حالات، وضو کے فضائل و برکات، وضو سے گناہ ڈھل جانے کا تذکرہ ہے اور یہ بھی کہ اولیاء اللہ اپنی آنکھوں سے گناہ ڈھلتے ہوئے دیکھتے ہیں اور یہ بھی پہچانتے ہیں کہ وضو کرتے ہوئے کون سا گناہ ڈھل رہا ہے۔

چوں کہ وضو میں مسواک کی بھی بڑی اہمیت ہے، اس لیے مسواک کے طبّی و شرعی فوائد بھی بیان کر دیے ہیں۔

وضو کے بعد غسل کا اسلامی طریقہ اور غسل کی احتیاطوں کا بیان ہے۔ ضمناً یہ بھی تحریر ہے کہ امہات المومنین اور انبیاے کرام کو اللہ تعالیٰ نے احتلام جیسی شیطانی مداخلت سے محفوظ رکھا۔

دعاے صبح کی برکتیں :- اس کے بعد صبح صادق کی سرخی لگائی ہے۔ چوں کہ تہجد کے بعد نمازِ فرض ادا کرنی ہے اس کے لیے صبحِ صادق کا طلوع ضروری ہے کہ اسی سے وقتِ فجر شروع ہوتا ہے۔

اس عنوان کے تحت ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت نقل کی، وہ فرماتی ہیں کہ محبوبِ دوجہاں ﷺ صبح کے وقت یہ دعا مانگتے:

”اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا طَیِّبًا وَّ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.

(ترجمہ) - اے اللہ میں تجھ سے فائدہ دینے والے علم اور پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سائل ہوں۔

اس دعاے نبوی میں تین چیزوں کا سوال ہے۔ علم نافع، رزقِ طیّب اور عمل مقبول کا۔ اس کو نقل کر کے حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ نے تینوں عنوانات پر علاحدہ علاحدہ روشنی ڈالی ہے اور بڑی دل نشیں و عام فہم بحث کی ہے اور عبرت و نصیحت کے قیمتی موتی سپردِ قلم فرمائے ہیں۔ ذیل میں ہر ایک کا خلاصہ ہدیۂ قارئین ہے۔

علم ربانی اور علم نافع :- علم نافع وہ ہے جس کی تحصیل کرنے والوں کے حق میں محبوبِ کبریا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص ایسے بندوں کو دیکھنا چاہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا ہے تو وہ علمِ دین کے طلبہ کو دیکھ لے، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں نفسِ محمد ہے، بسلسلۂ تحصیلِ علم جب طالب علم کی کسی عالم کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے تو ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے، اور جنت میں ہر قدم کے بدلے اس کے لیے ایک شہر تعمیر ہوتا ہے۔ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے واسطے دعاے مغفرت کرتی ہے، صبح و شام اس کے لیے مغفرت ہوتی رہتی ہے۔“

جن حضرات کو علم نافع حاصل ہوتا ہے ان کو ”علماے ربّانی“ کہتے ہیں، جو اپنے لیل و نہار مخلوق کی علمی خدمات میں صَرف کرتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ اسلامی مفاد کے خلاف اغیار کے ہاتھوں پر کسی قیمت میں فروخت نہیں ہوتے، بلکہ اپنے سچے عمل سے اغیار کو اسلام کا خادم بنا دیتے ہیں۔ ایسے علما کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیے ایک مرتبہ سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”والد کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے، کعبہ مکرمہ کی جانب نظر کرنا عبادت ہے، قرآنِ پاک میں نظر کرنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔“ (مگر عالم کی یہ خصوصیت ہے کہ) اس کے حق میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”جس نے عالم کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اس کو میرے ساتھ بیٹھائے گا۔“ (روح البیان)

مقامِ غور ہے۔ جس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی بارگاہِ الٰہی میں یہ عزت و منزلت ہے، اس کی جانب سے قومِ مسلم بالخصوص طبقۂ رؤسا نے کیسی شدید غفلت اختیار کر رکھی ہے۔ الامان والحفیظ۔

چوں کہ یہ طبقہ فکرِ معاش سے سبک دوش ہوتا ہے، نظر بر آں اس کا اولین فرض تھا کہ اپنی اولاد کو اس علم کے سیکھنے کے واسطے پیش کرتا یا کم از کم اس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے مخصوص طور پر ان کی اعانت میں حصہ لیتا تو آج یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ علما کا ایک گروہ اگرچہ وہ قلیل ہی سہی دشمنانِ اسلام کے دوش بدوش ہو کر اسلامی مفاد کے خلاف اقدام کیا اور کر رہا

ہے جس سے دینی ور دنیوی ہر اعتبار سے قومِ مسلم کو ٹھیس لگی ہے، جو سخت دردناک ہونے کے باعث زبان سے بیان کی جاسکتی ہے اور نہ تحریر میں لائی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یہ ٹھیس تو اس گروہ نے لگائی مگر بہ ایں معنیٰ اس میں یہ بھی شریک ہیں کہ دینی علوم سے انھوں نے شدید بے توجہی برتی جس کا نتیجہ اس شکل میں ظاہر ہوا۔

دینی علوم کی جانب سے غفلت اور دشمنانِ اسلام کے علوم کی طرف رغبت کا یہ عالم کہ اپنی اولاد، اپنی دولت کو ان کے لیے وقف کر دیا اور اپنی اولاد کو انھیں علوم کی تعلیم دلانا فخر سمجھتے ہیں۔ دولت کو ان پر صرف کرنا، حصولِ معراج کا واحد ذریعہ تصور کرتے ہیں۔

اگر اب بھی غفلت کے پردے نہ اٹھے اور یہی لیل و نہار رہے تو نہ معلوم کیسے شدید عذاب نازل ہو جائیں گے۔ عاقل وہ ہے جو حوادثِ روز گار سے عبرت حاصل کر کے جلد از جلد اپنے عمل کی اصلاح کے واسطے متوجہ ہو جائے۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ مصائب سے رہائی ملے اور آئندہ آنے والی ہول ناک آفتوں سے محفوظ رہیں تو فوراً نامشروع (خلافِ شرع) اعمال سے تائب ہو کر (دینی) علوم کی خدمت شروع کر دیں اور بچوں کو دینی علوم کی تعلیم دِلائیں، اپنی دولت سے دینی علوم کی خدمت کریں۔ (نظامِ شریعت، ص: ۵۲)

رزقِ طیّب کی اہمیت:- غذا وغیرہ ہر چیز جس سے انتفاع (فائدہ حاصل کرنے) پر جان دار قادر ہو، اس کو "رزق" کہتے ہیں۔ حلال وہ ہے جسے شریعت جائز کرے، طیب وہ ہے جس پر قلب مطمئن ہو۔ غذا کو انسانی اعمال و اخلاق میں کافی دخل ہے، جس طرح پھلوں کا خوش ذائقہ اور بدذائقہ ہونا تخم سے متعلق ہے، جیسا تخم ہوگا ویسا ہی پھل، اس طرح ہمارے اخلاق و اعمال کا حسن و قبح ہماری روزمرہ کی غذا سے وابستہ ہے کہ نامشروع غذا سے قلب و قالب دونوں کی تخریب ہوتی ہے۔ بے حیائی، بزدلی، قساوت وغیرہ مذموم اخلاق قلب میں پیدا ہوتے ہیں، زنا، چوری، قمار بازی، سود خوری وغیرہ معاصی کا صدور اعضا سے ہوتا ہے۔ مشروع غذا سے قلب میں حیا، شجاعت، رقت، انکساری وغیرہ اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں، اعضا سے اعمالِ صالحہ صادر ہوتے ہیں۔ طاعات کی ادائیگی سے گرانی نہیں محسوس ہوتی، بلکہ عبادات کے لیے اعضا نرم، منقاد (فرماں بردار) ہو جاتے ہیں، جس طرح جَو بونے سے گیہوں پیدا ہونے کی امید رکھنا خیالِ خام ہے، اسی طرح نامشروع غذا استعمال کر کے پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی توقع کرنا سلیم العقل انسان کا کام نہیں، چوں کہ نیک اعمال، پاکیزہ غذا سے پیدا ہوتے ہیں، غذا ان کے لیے بمنزلہ تخم ہے۔ اس لیے سیدِ عالم ﷺ نے مذکورہ بالا دعا میں غذا کو اعمال پر مقدم ذکر فرمایا۔ (نظامِ شریعت، ص: ۵۳)

اب اس کے بعد "صدیقی تقویٰ" کے عنوان سے امیر المومنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غذا کے سلسلے میں ایک تقوے کا ذکر فرمایا کہ غلام ایک روز غذا لایا، آپ نے عجلت میں بے پوچھے کہ کہاں سے لایا ہے، نوش فرمایا، پھر دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ صحیح نہ تھی تو آپ نے قے فرمادی۔ یوں ہی حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کیا کہ آپ کو ایک شخص نے صدقہ کے اونٹ کا گوشت دیا جسے بغیر معلوم کیے آپ نے نوش فرمایا، پھر معلوم ہونے پر قے کر دیا۔ پھر ان دونوں واقعات کے بعد حضرت علامہ میرٹھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضور سیدِ عالم ﷺ نے دعاے مذکور میں علم نافع، رزق، طیّب، عمل مقبول، ان تینوں چیزوں کا ذکر فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ نفس انسانی کا کمال علم و عمل پر موقوف ہے، جب تک یہ دونوں حاصل نہ ہوں، بندہ اخلاق الٰہی کا کما حقہ مظہر نہیں ہو سکتا۔ عملِ مقبول سے پیش تر رزقِ طیب کو اس لیے ذکر فرمایا کہ عمل مقبول اسی کا نتیجہ ہے۔ عمل مقبول وہ ہوتا ہے جو طیب ہو اور طیب وہ ہوتا ہے جو محض اللہ کے لیے کیا جائے، اور عامل ممنوعات سے مجتنب (بچتا) ہو۔

اس کے بعد صحابیِ رسول حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث قبولیتِ اعمال کے ضمن میں ذکر فرمائی ہے جسے حضرت معاذ نے آبدیدہ ہو کر بیان فرمایا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے آسمان سے لے کر ساتویں آسمان تک پھر عرشِ اعظم تک ایسے عاملین کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ ان کو رد کر دیا جاتا ہے۔ پہلے آسمان پر جو فرشتہ مقرر ہے وہ غیبت کرنے والے کے اعمال کو رد فرما دیتا ہے اور اعمال پیش کرنے والے فرشتے کراماً کاتبین سے کہتا ہے کہ انھیں عاملین کے منہ پر مار دو۔ دوسرے آسمان سے ان کے اعمال رد ہوتے ہیں جو دنیا کمانے کے لیے نیکیاں کیا کرتے ہیں۔ تیسرے آسمان سے تکبر کرنے والے کے اعمال رد ہوتے ہیں۔ چوتھے آسمان سے ان کے اعمال واپس ہوتے ہیں جو خود بینی کے شکار ہوتے ہیں، یعنی اپنے اعمال پر گھمنڈ کرتے ہیں۔ پانچویں آسمان سے ان کے اعمال رد ہوتے ہیں جو اللہ کے نیک بندوں سے حسد کیا کرتے ہیں اور ان کے حق میں برے کلمات نکالا کرتے ہیں۔ چھٹے آسمان سے ان عاملین کے اعمال رد ہوتے ہیں جو قساوتِ قلبی میں مبتلا ہوتے ہیں اور بندگانِ خدا کو مصیبت میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ پھر ساتویں آسمان

سے اس کے اعمال رد ہوتے ہیں جو شہرت وناموس کے لیے اعمال کیا کرتا تھا۔ اور پھر عرش سے اس کے اعمال واپس ہوتے ہیں اور وہ لعنت کا بھی مستحق ہوتا ہے جو ریاکاری یعنی لوگوں کے دکھاوے کے لیے اعمال کیا کرتا ہے، خدا کی رضا کے لیے نہیں کرتا۔ (ملخصًا)

اصل حدیث تفصیل کے ساتھ کتاب کے صفحات ۵۶/ تا ۵۸/ میں ملاحظہ کریں اور ایمان تازہ کریں۔ اعمال پر گھمنڈ کرنے والے حضرات کے لیے خاص طور سے یہ حدیث تازیانۂ عبرت ہے۔

اب اس کے بعد مصنفِ علام نے تیمم کا بیان سپرد قلم فرمایا ہے۔ تیمم کے بعد غسل کا، اس کے بعد نجاستوں کی تفصیلات دے کر نجس کو پاک کرنے کا طریقہ تحریر فرمایا ہے۔ وضو و غسل اور تیمم کے بعد اذان کی تاریخ اور اس کے آغاز کا بیان ہے۔ ضمناً یہ بھی بیان فرما دیا ہے کہ اذان نماز کے علاوہ کن کن مواقع پر کہی جاسکتی ہے اور اس کے کیا کیا فوائد و برکات ہیں۔ پھر اذان کے مسائل و احکام اور اذان کے بعد کی دعاء وسیلہ کا ذکر ہے اور تفصیل سے مسائل کا بیان ہے۔ چوں کہ نماز اور دیگر تمام اعمالِ خیر اور عبادات اسی وقت قبول ہوتے ہیں جب کہ ان کی ادائیگی میں اخلاصِ عمل کو بنیاد بنایا گیا ہو، لہٰذا نماز کے ذکر میں اخلاصِ عمل کے فوائد و ثمرات بھی بیان کر دیے ہیں تا کہ عبادات کی جان اخلاص کو فراموش نہ کیا جائے۔ ساتھ ہی اخلاص کو کھا جانے والی چیز، ریاکاری کے نقصانات پر مشتمل مضمون شامل کتاب کر کے مصنف نے بڑا اچھوتا کارنامہ انجام دیا ہے۔

نماز کے تفصیلی احکام و مسائل کے ساتھ نماز کی دعاؤں کا ترجمہ و تشریح نیز دیگر فوائد و نکات پر بھی روشنی ڈال دی ہے، جس سے نماز کا یہ بیان نہایت دل نشیں ہو گیا ہے۔ یوں ہی سورۂ فاتحہ، قل ھو اللہ احد، اور فلق و ناس کی مختصر تفسیر بھی بڑے عمدہ انداز سے پیش کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ نصر، تبّت یدا، زلزال اور سورۂ قدر کی مختصر تفسیریں بھی ہیں۔ آخر میں جنازے کی نماز، موت، ایصالِ ثواب اور قبر کے احکام و مسائل بھی دے دیے گئے ہیں۔

نماز اور اس سے متعلق ضروری احکام اور دیگر ضمنی بہت سارے مسائل و فضائل پر مشتمل نظامِ شریعت اپنے انداز کی بالکل منفرد اور اچھوتی کتاب ہے، جسے پڑھنے والا از خود سمجھتا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کتاب کو عام کیا جانا چاہیے، کیوں کہ یہ ہر مسلمان کے گھر کی ضرورت ہے۔

نظامِ شریعت دیکھنے کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمہ ایک پر نور داعی و مبلغ اور مصلح نظر آتے ہیں، جب کہ دیگر صرف و نحو میر کی کتابوں اور شرحِ بخاری کی سیر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ امام النحو اور سید المحدثین ہیں۔ کہیں تو زبان بالکل محققانہ اور عالمانہ ہے اور جہاں ضرورت محسوس کی بالکل عام فہم اور آسان ہے۔

میرٹھی صاحب سے میری ملاقات:- راقم الحروف نعمانی نے حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ کی چند بار زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں دورانِ تعلیم ایک کتاب تفسیر مدارک شریف کا امتحان بھی دیا ہے۔ بریلی شریف عرسِ اعلیٰ حضرت میں آپ ہر سال ضرور تشریف لاتے اور کتب خانہ لگا کر خود بیٹھتے اور اس وقت اجلۂ علمائے کرام ملاقات کی غرض سے تشریف لاتے اور آپ کی زیارت سے شاد کام ہوتے۔ ناچیز کو بھی متعدد بار اس موقع پر شرفِ نیاز حاصل ہوا، آپ کی اس عادتِ کریمہ میں آج کل کے علما کے لیے درسِ عبرت ہے کہ اتنے بڑے امام النحو ہو کر بھی حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ نے دینی کتابیں فروخت کرنے میں عار نہیں محسوس کی، جب کہ آج بہت سے لوگ اس میں عار محسوس کرتے ہیں، حتیٰ کہ بعض علما جلسوں میں دینی کتابوں کے اعلان کرنے میں بھی تکلف محسوس کرتے ہیں۔

کتابوں کی اشاعت کا اہتمام:- آپ نے بہت سی نادر و نایاب کتابیں بھی چھپوائیں۔ کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ میرٹھ کے نام سے باضابطہ کتب خانہ قائم فرمایا اور دینی و اصلاحی اور درسی کتابیں بھی شائع کیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی ''الکلمۃ الملھمۃ'' جو فلسفۂ قدیم کے رد میں ہے۔ اس کو بھی پہلی بار قلمی نسخہ سے آپ ہی نے شائع کیا۔ یوں ہی ''فتاویٰ رضویہ'' جلد دوم جو نایاب تھی، اس کو اور قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ کی مشہور و معروف کتاب ''انوارِ آفتابِ صداقت'' بھی حضرت میرٹھی صاحب ہی نے شائع کی جو عرصۂ دراز سے نایاب تھی۔ اور اب پھر یہ اہم کتاب مارکیٹ سے غائب ہے۔ ردِ وہابیہ میں یہ نہایت عمدہ اور مدلل کتاب ہے جس پر اعلیٰ حضرت کی تقریظ بھی ثبت ہے۔

اپنی کتابیں تو آپ خود اپنے ہی کتب خانہ سے چھاپتے رہے ہیں اور عمدہ کتابت کا خاص لحاظ فرماتے اور کاغذ بھی اچھا استعمال کرتے ایک خاص ٹائٹل بنوا رکھا تھا جو ہر کتاب پر استعمال ہوتا۔

اپنی بعض کتابوں کو اکابرِ اہلِ سنت کے نام معنون بھی فرمایا ہے، جس سے ان بزرگوں کے ساتھ حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ کی عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔ باوجودے کہ آپ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے بیعت

تھے مگر شہزادۂ سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی علیہ الرحمہ سے بھی بے پناہ عقیدت و محبت فرماتے۔ حضرت سے ملاقات کے وقت نہایت تواضع کا ثبوت دیتے۔ اپنی عظیم و جلیل کتاب "البشیر الکامل بحل شرح مأۃ عامل" جو فنِ نحو کی مشہور کتاب "شرح مأۃ عامل" کی نہایت معرکہ آرا شرح ہے، اس کا انتساب، سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کے نام ان جملوں اور القاب و آداب میں فرمایا ہے:

پیش کش :-زمانۂ قدیم سے آج تک معمول ہے کہ اربابِ علم اپنی تصانیف کو قدر شناس سلاطین اور علم دوست اہل دُوَل کی خدمت میں پیش کرتے ہیں تاکہ علمی انکشافات منصۂ شہود پر آکر ہر خاص و عام کے لیے جلوہ ریز ہوں اور سلسلۂ تالیفات جاری رہ کر علوم و فنون ترقی پاتے رہیں، مگر فقیر اپنی اس علمی خدمت کو۔

شہریارِ علم و ہدایت، تاج دارِ اہلِ سنت، مفتی اعظم بھارت، ملجاے جوازم و نواصب، ماواے افاضل، جلیل المراتب، حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب زیب سجادۂ رضوی دام ظلہ السنوی کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرتے ہوئے درخواست کرتا ہے کہ جلوات و خلوات کی مخصوص دعاؤں میں اپنے اس دیرینہ نیاز مند کو پیشِ نظر رکھیں — کہ

ع نگاہ لطف کے امید وار ہم بھی ہیں

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

طالبِ دعا- فقیر سید غلام جیلانی

صدر المدرسین مدرسہ اسلامی عربی، اندر کوٹ، میرٹھ

واضح رہے کہ "البشیر الکامل" کے اندرونی ٹائٹل پر نہایت اہتمام سے بارڈر لگا کر اس مضمون کو شائع کیا گیا تھا۔ مگر اب نئے ایڈیشن میں ناشرین نے قصداً یا کفایۃً اس مضمون کو حذف کر دیا ہے، جو قابلِ افسوس ہے۔

میرٹھی صاحب اور حافظِ ملت :-حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ اپنے احبابِ درس کا بہت خیال و احترام فرماتے، ان کے نام بڑے ادب سے لیتے۔ اپنی کتاب "بشیر القاری شرح بخاری" کے مقدمے میں بطور خاص اپنے احبابِ درس کا ذکرِ خیر کیا ہے، اس میں حافظِ ملت علیہ الرحمہ کا بھی ذکر بڑے اہتمام سے ہے۔ لیکن حضرت مجاہدِ ملت علیہ الرحمہ کا ذکر سب سے طویل سات سطروں میں ہے، جب کہ دیگر احباب کا مختصر القاب اور مناصب کے ساتھ۔

حضور حافظِ ملت استاذ العلما جلالۃ العلم مولانا حافظ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ سے متعلق حضرت میرٹھی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے: "حافظِ ملت کا اجمیر مقدس میں تعلیم کے دوران صرف تین کام تھا، درسی کتابوں کا مطالعہ، قرآن شریف کی تلاوت، صدر الشریعہ کی خدمت، کوئی کام نہیں ملتا تو در و دیوار، برتن، بکس وغیرہ ہی کی صفائی میں لگ جاتے— اسی دوران فرمایا بعض طلبہ حافظِ ملت سے اس طرح کا مذاق کرتے کہ جب آپ تلاوت یا مطالعہ میں مشغول ہوتے تو کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیتے۔ اس وقت حافظِ ملت کچھ بولتے نہیں، نہ ہی کوئی شور کرتے، نہ کھولنے کی کوئی تدبیر کرتے۔ بالآخر بند کرنے والوں ہی کو ہار کر کھولنا پڑتا اور جب کمرہ کھولا جاتا تو آپ کو قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول پایا جاتا، پھر کمرہ کھلنے کے بعد بھی کسی سے نہ مزاحمت فرماتے نہ ہی شکایت۔"

(بروایت حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب عزیزی بلرام پوری، تلمیذ حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ)

دورانِ طالب علمی یہ صبر، یہ استقامت اور ساتھیوں کے ساتھ ایسا حسنِ سلوک، یہ حافظِ ملت ہی کا حصہ تھا، جسے حضرت صدر العلما میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ بڑے تاثر اور محبت سے ذکر فرماتے۔

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب ہی کی روایت ہے کہ میرٹھی صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا: "حافظِ ملت کا میرے دل میں بڑا احترام ہے، وہ جو کام کر رہے ہیں بڑا اہم ہے، بعض مصلحتیں درپیش نہ ہوتیں تو میں کھل کر ان کا ساتھ دیتا۔"

حضرت میرٹھی صاحب کے تلمیذِ خاص مولانا جمال الرافع بھاگل پوری زید مجدہ نے راقم الحروف سے بیان کیا کہ "صدر العلما حضرت میرٹھی صاحب علیہ الرحمہ فرمایا کرتے، حافظِ ملت بہت بڑا کام کر رہے ہیں۔ یہ وقت کی بڑی اہم ضرورت ہے۔"

یہ چند یادداشتیں اصل عنوان سے علاحدہ تھیں جنھیں میں نے اس لیے سپردِ قلم کر دیا تاکہ محفوظ ہو جائیں۔

نوٹ:- "نظام شریعت" کو خود مصنف علیہ الرحمہ نے لیتھو سے چھپوایا تھا۔ اس کے بعد عمدہ کتابت کرا کے آفسیٹ سے چھپوایا۔ اسی کا عکس لے کر اس وقت متعدد ناشرین کتب چھپ رہے ہیں۔ کتاب کے کل صفحات ۳۷۲ رہیں اور سائز چھوٹا ہے۔ بعد میں راقم الحروف کی مرتبہ کتاب "مسنون دعائیں" شامل کر کے مولانا مبارک حسین مصباحی نے اپنے کتب خانہ المجمع المصباحی مبارک پور سے شائع کر رہے ہیں۔ ☆☆☆☆☆☆